سیاسی فتنے

— وعظ —

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

— ناشر —

کتاب گھر

ناظم آباد ۴ کراچی

Best Urdu Books

وعظ: فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: سیاسی فتنے

بمقام: جامع مسجد دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

بتاریخ:

بوقت: بعد نمازِ عصر

تاریخ طبع مجلد: ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ

مطبع: حسان پرنٹنگ پریس فون: ۶۶۳۱۰۱۹-۰۲۱

ناشر: کتاب گھر ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۷۵۶۰۰

فون: ۶۶۰۲۳۶۱-۰۲۱ فیکس: ۶۶۲۳۸۱۴-۰۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیاسی اختلافات کا یقینی حل

وطن عزیز پاکستان اس وقت موت وزیست کی جس کیفیت سے دوچار ہے اس کو سوچنے سے کلیجا منہ کو آتا ہے، ہر ذی شعور انسان اس بارے میں فکر مند ہے اور ہونا چاہئے، مگر اہل دل علماء کے قلوب جس قدر دردمند اور بے چین ہیں وہ انہی کا حصہ ہے، دوسروں کے لئے ان کے جذبۂ دروں کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے، ظاہر ہے قلب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جتنی زیادہ ہوگی امت کا درد اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ انہی نابغۂ روزگار اور اہل دل شخصیات میں فقیہ العصر، مفتی اعظم حضرت اقدس دامت برکاتہم کی شخصیت بھی ہے، جن کا دل امت کے حالات پر ہر وقت رنجیدہ رہتا ہے اور امت کی اصلاح اور آپس میں اتفاق واتحاد کی اہمیت اور ترغیب پر انتہائی درد سے بیان فرماتے رہتے ہیں، خصوصاً گذشتہ تقریباً دو ماہ سے جمعہ کے دن کا ہفتہ وار بیان ''موجودہ سیاسی اختلافات اوران کا حل'' کے موضوع پر ہی چل رہا ہے ذیل میں ان بیانات کا خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔

ع شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات

محمد

استاذ دارالافتاء والارشاد

ناظم آباد کراچی

۲۸؍صفر ۱۴۱۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

سیاسی فتنے

(۱؍محرم ۱۴۱۶ھ)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین.

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم.

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾﴾ (پ ۷ - ٦٥)

ترجمۃ: ”آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے۔ (جیسے پتھر یا ہوا یا طوفانی بارش) یا تمہارے

پاؤں تلے سے (جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا) یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے آپس میں بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزا چکھا دے، آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں، شاید وہ سمجھ جائیں۔"

﴿ ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ ٱلَّذِى عَمِلُوا۟ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ ﴾ (پ ۲۱ - ۴۱)

تَرجَمہ: "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزا انہیں چکھائیں تاکہ وہ باز آجائیں۔"

سیاسی بحران کے اسباب:

اس وقت جو سیاسی کشمکش جاری ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور پورا ملک اور قوم خطرے میں گھرے ہوئے ہیں، اس کا ایک سبب ظاہری ہے اور دوسرا باطنی۔

ظاہری سبب:

تمام سیاسی جماعتیں خواہ ان کا تعلق اقتدار سے ہو یا نہ ہو بلکہ ہر جماعت کا ہر ہر فرد اپنے اپنے مطالبات تسلیم کروانا اور اپنے اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتا ہے، اور وہ حاصل نہیں ہو رہے، نتیجۃً قتل و غارت تک نوبت پہنچ جانا لازمی ہے۔

باطنی سبب:

مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکام پورے نہیں کر رہے اور نافرمانیاں نہیں چھوڑ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ ٱلَّذِى عَمِلُوا۟ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝٤١ ﴾(پ ۲۱ - ۴۱)

ترجمہ: ”خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزا انہیں چکھائیں تاکہ وہ باز آجائیں۔“

بعض اس لئے فرمایا کہ اگر سب بداعمالیوں پر عقوبتیں مرتب ہوں تو سب ایک دم ہلاک ہو جائیں۔

اور فرمایا:

﴿ وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۝٣٠ ﴾(پ ۲۵ - ۳۰)

ترجمہ: ”اور تمہیں جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے اور بہت سی نافرمانیوں کو تو درگزر ہی کر دیتا ہے۔“

نافرمانیاں نہ چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ نے نقد عذاب کی دھمکی بھی دی ہے جس کی ایک صورت آپس کا لڑائی جھگڑا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ ٱنظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۝٦٥ ﴾(پ ۷ - ۶۵)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اس پر بھی وہ قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے (جیسے پتھر یا ہوا یا طوفانی بارش) یا تمہارے پاؤں تلے سے (جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا) یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے

آپس میں بھڑادے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزا چکھادے،
آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے
ہیں شاید وہ سمجھ جائیں۔"

سببِ باطنی کا علاج:

اس سببِ باطنی سے پیدا ہونے والے مرض اختلاف اور قتل و غارت کا حل تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بلاتاخیر اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے توبہ کریں گذشتہ پر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے ترکِ منکرات کا عزمِ مصمم کریں۔ اور اس عزم پر استقامت اور اس کے مطابق عمل کرنے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لئے اہلِ علم اہل اللہ سے تعلق رکھیں۔ نتیجۃً دنیا و آخرت میں چین و سکون کی لازوال دولت سے مالا مال ہوں۔

سببِ ظاہری کا علاج:

سببِ ظاہری یعنی اپنے اپنے مطالبات منوانے کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوتا ہے اس کا حل یہ ہے:

یہ دنیا کا ایک مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جب دو افراد یا دو جماعتوں کا اختلاف آپس کی گفت و شنید اور مذاکرات سے حل ہوتا نظر نہ آئے تو تیسرے کو "حَکَم" بناتے ہیں، جسے "فیصل" اور "ثالث" بھی کہتے ہیں۔ پھر وہ سمجھدار اور غیر جانبدار شخص جو فیصلہ کرتا ہے جانبین اسے قبول کرتے ہیں، مثلاً سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کا ادارہ اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ مختلف ممالک کے درمیان ہونے والے اختلافات کو طے کروائے۔

اگرچہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ اسلام اور

مسلمانوں کے دشمن ہیں، یہاں ان کا ذکر اس مقصد سے کیا گیا ہے کہ عالمگیر سطح پر ثالث بنانے کا طریق کار رائج ہے اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں حَکَم بنانے کی تاکید:

اللہ تعالیٰ نے بھی آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لئے حَکَم بنانے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ میاں بیوی کے اختلافات کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِۦ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَآ إِن يُرِيدَآ إِصْلَٰحًا يُوَفِّقِ ٱللَّهُ بَيْنَهُمَآ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾ ﴾ (پ۵۔۳۵)

تَرجَمَہ: ''اور اگر تمہیں ان میاں بیوی میں کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم ایک شخص جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک شخص جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر دونوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق فرمادیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑے خبر والے ہیں۔''

میاں بیوی کے اختلافات کی وجہ سے خاندانوں کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں، اسی لئے شیطان اپنے جن چیلوں کو دنیا میں فساد برپا کرنے اور لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کرنے کے لئے بھیجتا ہے شام کو تخت پر بیٹھ کر ان سے پورے دن کی کارگزاری سنتا ہے کوئی کہتا ہے میں نے فلاں سے قتل کروادیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں فلاں کے درمیان لڑائی کروادی، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو فلاں گناہ میں مبتلا کیا، شیطان کسی سے بھی اتنا خوش نہیں ہوتا۔ ایک چیلا کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کر کے طلاق دلوادی، اس پر شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اسے اپنی بغل میں تخت پر بٹھالیتا ہے کہ تو ہے میرا بیٹا شاباش بیٹے شاباش! تو نے کام کیا۔ میاں بیوی میں اختلاف اس قدر بری چیز ہے اور شیطان اس پر اس قدر خوش ہوتا ہے، ظاہر ہے

وہ ہر فریق کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے میں کس قدر کوشش کرتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”حَکَم“ بناؤ، اگر ان میں اخلاص ہوگا اور وہ صدق دل سے صلح کروانا چاہیں گے، تو شیطان کے علی الرغم اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان اتفاق پیدا فرما دیں گے اور شیطان کی ایک نہیں چلے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہیں ان کا وعدہ ہے۔

حَکَم کسے بنایا جائے؟

رہا یہ سوال کہ حَکَم کسے بنایا جائے تو اس بارے میں بھی اس علیم وخبیر ذات نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ۝٥٩ ﴾ (پ۵ - ۵۹)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو اہل علم ہیں ان کا بھی، پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر دیا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔“

اس آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ علماء کی اطاعت کا ذکر خصوصاً اس لئے فرمایا کہ براہ راست اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ ہر ایک کو حکم نہیں دیتے، وحی رسولوں پر نازل ہوتی تھی جو سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس لئے علماء کا ذکر فرمایا کہ اگر ایسا موقع آ جائے کہ براہ راست اللہ ورسول سے قوانین کی آگاہی کی خاطر رجوع نہ کیا جا سکے تو علماء سے فیصلہ کرواؤ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ قوانین کو سمجھنے والے علماء کرام ہی ہیں اور یہ دنیا کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ

ہر فن کی بات اس فن کے ماہرین ہی سے پوچھی جاتی ہے۔

علماء ہی پر اعتراض کیوں؟

یہ عذر قابل قبول نہیں کہ آج کل کے علماء تو ایسے ہیں ویسے ہیں؟ اس لئے کہ سب تو ایسے ویسے نہیں ہیں، کچھ تو ضرور صحیح ہوں گے۔ دوسرا عذر لنگ علماء کے باہمی اختلاف کا بتایا جا سکتا ہے، یہ اس لئے صحیح نہیں کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کے درمیان کچھ فروعی اختلافات تو ہیں مگر اسلامی طرز حکومت کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔

دنیا کے دوسرے فنون اور شعبوں میں بھی بہت سے لوگ بے کار اور دھوکا دینے والے موجود ہیں مثلاً ڈاکٹری ہی کا فن لے لیجئے کتنے ڈاکٹر ہیں جو بہت مشہور ہیں اور بہت اونچے ڈاکٹر شمار ہوتے ہیں مگر ان کی ڈگریاں جعلی ہیں، چنانچہ ایک ہی انجکشن سے کام تمام کر دیتے ہیں، کتنے حکیم ایسے ہیں جو فن حکمت کے الف باء سے بھی واقف نہیں اور لوگوں کو تباہ کر رہے ہیں، چنانچہ ایک حکیم صاحب قبرستان کے پاس سے گزرتے تھے تو چہرہ رومال سے چھپا لیتے تھے، کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ سارے میرے ہی مارے ہوئے ہیں اس لئے شرم آتی ہے۔

ہر شعبے اور ہر فن میں اس کی مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ اس کے باوجود کوئی جسمانی مرض پیش آئے گا تو ڈاکٹر یا طبیب ہی سے پوچھیں گے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ آج کل ڈاکٹر اور حکیم دھوکا دیتے ہیں، بے کار ہیں اس لئے علاج کروانے کے لئے کسی موچی یا بھنگی کے پاس جائیں۔ اس لئے علماء کیسے ہی کیوں نہ ہوں، دین کا مسئلہ پیش آئے گا تو علماء ہی بتا سکتے ہیں۔ علماء نہیں بتائیں گے تو بتایئے! اور کون بتائے گا؟

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپس میں اختلاف ہو جائے تو اپنا معاملہ اللہ اور رسول کے سپرد کر دو۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ علماء کو فیصل بناؤ تاکہ وہ قرآن و

حدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں۔ پھر اسے صدق دل سے قبول کرو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرو، ورنہ ایمان کے دعوے چھوڑ دو۔

حکم شریعت ہی میں بہتری ہے:

آخر میں فرمایا کہ آپس کے نزاع کو دور کرنے کا جو طریقہ ہم نے بتایا اس میں بظاہر اگر تمہیں اپنا نقصان ہی نظر آئے تو بھی اسے قبول کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی برکت سے وہ اس میں بہتری پیدا فرما دیں گے اور اس کا انجام اچھا ہوگا۔

﴿وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾﴾

(پ۲ ۔ ۲۱۶)

ترجمہ: ''ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اس میں تمہارے لئے بہتری ہو یا اس کے برعکس تم کسی چیز کو پسند کرو اور اس میں تمہارے لئے شر اور نقصان ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی برائی کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔''

بہترین نمونہ:

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں مشرکین مکہ کے خلاف ایسا جوش پایا جاتا تھا کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلح کرنے کا حکم آگیا اور صلح میں جو شرائط طے پائیں وہ سراسر مسلمانوں کے خلاف تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کیا اور بظاہر ہر ذلت قبول کر کے صلح کی تو اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اسلام کو غلبہ عطاء فرمایا۔

حکم کے فیصلے کی خلاف ورزی پر شدید وعید:

ثالث بنانے اور آپس میں اختلافات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ختم کروانے اور مسائل حل کروانے کا یہ حکم اس قدر مؤکد ہے کہ اس کی خلاف ورزی پر قرآن مجید میں شدید وعیدیں وارد ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ ﴾ (پ۵ - ۶۵)

ترجمہ: ”پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے درمیان جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروائیں (اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے) پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر تسلیم کر لیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ ﴾ (پ۲۲ - ۳۶)

ترجمہ: ”اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو ان مؤمنین کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔“

خلاصۂ کلام:

تمام سیاسی جماعتیں اپنے اختلافات کو ختم کرنے کے لئے ملک کے مقتدر علماء کرام اور معتبر مفتیان عظام کا اجتماع بلائیں اور اپنا اپنا مدعا ان کے سامنے رکھیں یقیناً اس کا حل نکل آئے گا، ساری دنیا جھوٹی ہوسکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہرگز جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میرے اس حکم پر عمل کرو، میں تمہارے اندر اتفاق اور محبت پیدا کردوں گا۔

پھر ساری سیاسی جماعتیں مل کر اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے سلسلے میں علماء کرام سے تعاون کریں۔

بعض اوقات پریشانی تو ہوتی ہے مگر اس کا سبب اور اس کا حل معلوم نہیں ہوتا، پریشانی بڑھتی رہتی ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو جو مسائل اور پریشانیاں درپیش ہیں ان کا سبب یہ ہے کہ ملک میں اسلامی حکومت نہیں۔ اسلامی حکومت ہوگی تو ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کا یہ یقین ہے کہ جماعتوں بلکہ ہر جماعت کے ہر فرد کو اس کے جائز حقوق ملیں گے۔ اگر کسی کو اس میں ذرہ برابر بھی شبہہ ہے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

مسلمان اور کافر کی ترقی کے طریقے مختلف ہیں:

ایک شخص درخت پر چڑھ گیا۔ اترنا جانتا نہیں تھا۔ شور مچا رہا ہے، لوگ پریشانی کے عالم میں اپنے گاؤں کے چوہدری "بوجھ بجھکڑ" کے پاس گئے۔ اس نے آکر پہلے تو سب کو ڈانٹ پلائی:

> "یہ کیا مشکل کام ہے جس کے لئے مجھے بلایا۔ تم بڑے بے وقوف ہو اتنا سا کام بھی نہیں کرسکتے۔"

پھر کہا کہ ایک رسا لاؤ، رسا منگوا کر اس شخص کی طرف پھینکا اور کہا اسے اپنی کمر سے مضبوط باندھ لو۔ اس نے باندھ لیا، پھر لوگوں سے کہا کہ سب مل کر زور سے جھٹکا

لگاؤ، انہوں نے جھٹکا لگایا تو اس شخص کی ہڈی پسلی ایک ہوگئی اور مر گیا۔ لوگوں نے پوچھا تو بوجھ بجھکڑ صاحب فرمانے لگے کہ اس کی موت آئی ہوئی تھی مر گیا ورنہ میں نے تو ہزاروں لوگوں کو اسی طریقے سے کنویں سے نکالتے ہوئے دیکھا ہے۔

اب سنئے! مسلمان بلندی پر ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں معزز بنایا ہے اور کافر پستی میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل بنایا ہے، ذلیل لوگوں کی ترقی اور مسائل کے حل کے لئے کچھ اور تدابیر ہوتی ہیں اور عزت والوں کی ترقی اور مسائل کے حل کی تدابیر کچھ اور۔ اگر معزز لوگ ذلیل لوگوں والی تدابیر اختیار کریں گے۔ اہل مغرب اور کفار کی تدابیر اختیار کریں گے تو وہی بوجھ بجھکڑ والا قصہ ہوگا، تباہ ہوں گے۔ عزت والوں کے مسائل اس طریقہ سے حل ہوں گے جو اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ورنہ ذلت اور تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

گناہ چھوڑے بغیر نجات کا گمان نفس و شیطان کا دھوکا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کل امتی معافی الا المجاهرین“ (رواہ البخاری)

ترجمۃ: ”میری پوری امت لائق عفو ہے مگر اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوت کرنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔“

اکثر عوام کو ان کھلی بغاوتوں کا علم نہیں، اس لئے کچھ بغاوتیں بیان کی جاتی ہیں:

1. داڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا۔ دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے نفرت تو ایمان کہاں؟
2. عورتوں کا شرعی پردہ نہ کرنا۔

وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

① چچازاد ② پھوپھی زاد ③ ماموں زاد ④ خالہ زاد ⑤ دیور ⑥ جیٹھ ⑦

نندوئی (۸) بہنوئی (۹) پھوپھا (۱۰) خالو (۱۱) شوہر کا بھتیجا (۱۲) شوہر کا بھانجا (۱۳) شوہر کا چچا (۱۴) شوہر کا ماموں (۱۵) شوہر کا پھوپھا (۱۶) شوہر کا خالو۔

(۳) مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا۔

(۴) بلا ضرورت کسی جاندار کی تصویر بنانا، بنوانا، دیکھنا، رکھنا اور تصویر والی جگہ جانا۔

(۵) ٹی وی دیکھنا۔

(۶) گانا باجا سننا۔

(۷) حرام کھانا جیسے بینک اور انشورنس کی کمائی۔

(۸) غیبت کرنا۔

ان بغاوتوں کی تفصیل اور ان پر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعیدوں کا بیان وعظ ''اللہ کے باغی مسلمان'' میں ہے۔

بغاوتوں سے بچنے کا نسخۂ اکسیر:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بغاوتیں اور نافرمانیاں چھوڑنے کی ہمت نہیں پاتے وہ ان ہدایات پر عمل کریں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے مجرم ہونے کا اقرار کریں۔

(۲) استغفار کریں، صرف زبانی استغفار کافی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دل کی ندامت کے ساتھ گناہوں سے توبہ کریں۔

(۳) دعاء میں گناہوں سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں۔

(۴) اہل دل علماء سے گناہ چھوڑنے کی تدبیریں معلوم کیا کریں۔

یہ نسخہ بہت مختصر بھی ہے، بہت آسان بھی، بہت مؤثر بھی، ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ اس نسخۂ اکسیر کیمیا تاثیر کے صرف چند روز استعمال سے ہی گناہ چھوٹنے لگیں گے اور پرسکون زندگی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ۝٢ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمْرِهِۦ ۚ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا ۝٣﴾ (پ۲۸ - ۲، ۳)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ سے ڈر کر نافرمانیاں چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح مہمات کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ اپنا کام جس طرح چاہے پورا کر کے رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا اندازہ اپنے علم میں مقرر کر رکھا ہے۔''

آیئے! آج ہی اور ابھی ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے توبہ کر کے دلوں کی نفرتوں کو محبتوں سے بدلنے کے لئے مل بیٹھ کر علماء کرام کی نگرانی میں اپنے معاملات طے کیجئے اور آج ہی سے اپنے پیارے وطن میں اپنے خالق و مالک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ قوانین کے نفاذ کے لئے علماء کرام کے ساتھ تعاون کر کے دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابیوں اور خوشیوں کا مشاہدہ کیجئے۔

اس وقت میں نے مثال کے طور صرف چند آیات پڑھی ہیں، ورنہ اس مضمون کی آیات، احادیث اور ان کے مطابق عبرت کے قصے بے شمار ہیں، جن کی کچھ تفصیل وعظ ''ہر پریشانی کا علاج'' میں ہے۔

عذاب الٰہی سے بچنے کی غلط تدابیر:

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مسلمانوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر کچھ اور ہیں اور کافروں

کی دنیوی ترقی کی تدابیر کچھ اور اہل مغرب کی تقلید کر کے مسلمان کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اب کفار کی تقلید کے علاوہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے اور چین و سکون حاصل کرنے کے لئے جو دوسری غلط تدابیر اختیار کرتے ہیں ان میں سے مختلف قسم کے ختم کرنے کروانے کا بیان مقصود ہے۔

مختلف قسم کے ختم:

اجتماعی قرآن خوانی، یٰسین کا ختم، ختم خواجگان، آیت کریمہ کا ختم، استغفار کا ختم وغیرہ کروا کر آج کل کے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ اس لئے جو مصیبت بھی آتی ہے اس قسم کے ختم اور خوانیاں شروع کر دیتے ہیں، یہ نظریہ کئی وجہ سے غلط اور قابل اصلاح ہے:

1. اللہ تعالیٰ بار بار اعلانوں پر اعلان فرما رہے ہیں کہ جب تک میری نافرمانی نہیں چھوڑو گے دنیا و آخرت میں میرے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ اور آج کل کے مسلمان نے طے کر رکھا ہے کہ نافرمانی بلکہ کھلی بغاوت ہرگز نہیں چھوڑیں گے، انہوں نے یٰسین کا ختم کر لیا ہے، ختم خواجگان کر لیا ہے، اب اللہ تعالیٰ کی کیا مجال کہ وہ انہیں عذاب دے۔ گویا کہ معاذ اللہ! انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مجبور کر دیا ہے، اس کے گھٹنے ٹکا دیئے ہیں، اب وہ انہیں عذاب نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور بار بار کے اعلانات کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

2. استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ دل میں ندامت ہو اور آئندہ کے لئے گناہ سے بچنے کا عزم ہو، اصلاح کی فکر اور کوشش ہو۔ قرآن مجید میں جا بجا فرمایا گیا ہے:

﴿ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ ﴾ (پ ۲ - ۱۶۰)

ترجمہ: ''عذاب سے صرف وہ بچ سکتے ہیں جو توبہ کریں اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کر لیں۔''

توبہ ہے ہی وہی جس کے بعد اصلاح بھی ہو، ورنہ وہ توبہ قبول نہیں۔ آج کل کے مسلمان جو گھروں میں سوا سوا لاکھ بار استغفار کا ختم کر رہے ہیں، انہوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ نافرمانیاں تو ہرگز نہیں چھوڑیں گے، گویا کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ! تو معاف فرمادے ہم اور گناہ کریں گے۔

بتائیے! کیا یہ استغفار ہے؟ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

ایک نافرمان کی وجہ سے نبی کی دعاء بھی قبول نہ ہوئی:

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قحط پڑا بارش رک گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استسقاء کی نماز پڑھائی مگر بارش نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اس جماعت میں ایک شخص ایسا گنہگار ہے کہ جب تک وہ باہر نہ نکل جائے بارش نہیں ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ جو گنہگار ہے وہ نکل جائے اس کی وجہ سے سب لوگ عذاب میں مبتلا ہیں۔

دیکھئے! ایک کی نافرمانی کی وجہ سے سب لوگ عذاب میں مبتلا ہیں اور اللہ کے نبی کی دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں اور وہ بھی کسی ظاہری گناہ میں مبتلا نہیں تھا ورنہ ویسے ہی پکڑ کر نکال دیتے، شکل وصورت مسلمان جیسی تھی کوئی پوشیدہ گناہ ہوگا۔

لوگ دیکھنے لگے کہ کون اٹھا ہے، کوئی بھی نہیں اٹھا اور بارش ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ”یا اللہ! اٹھا تو کوئی بھی نہیں بارش کیسے شروع ہوگئی؟“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس نے توبہ کرلی ہے۔“

نہ اس نے توبہ کی نماز پڑھی نہ گڑگڑایا ورنہ لوگوں کو پتا چل جاتا، صرف دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا اور سب مصیبت سے بچ گئے۔

یہ ہے استغفار کی حقیقت، اگر دل میں ندامت نہ ہو، آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم نہ ہو، اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش نہ ہو اور زبان سے استغفر اللہ! استغفر اللہ! کی

رٹ لگائے رکھیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

❸ ان تدابیر کو لوگ شریعت سے ثابت سمجھتے ہیں حالانکہ اجتماعی خوانی وغیرہ کا شریعت میں قطعاً کوئی ثبوت نہیں، شریعت میں تو وہی نسخہ بتایا گیا ہے کہ نافرمانیوں سے توبہ کریں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر اللہ کی حکومت قائم کریں۔

بدعت کو ثابت کرنے کی غلط تاویلیں:

بعض لوگ اس بدعت کو جائز ثابت کرنے کے لئے مختلف قسم کی تاویلات کرتے ہیں مثلاً:

پہلی تاویل:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم ان طریقوں کو ثابت نہیں سمجھتے، ویسے ہی کرتے ہیں۔

جواب:

❶ شریعت سے ثابت طریقہ چھوڑ کر غیر ثابت طریقے کیوں اختیار کرتے ہیں؟

❷ اگر کچھ لوگوں کے عقائد صحیح بھی ہوں تو بھی دوسرے دیکھنے سننے والوں کو دو دھوکے ہوں گے۔

① وہ انہیں شریعت سے ثابت سمجھیں گے۔

② وہ عذاب سے بچنے کے لئے ان تدابیر کو کافی سمجھیں گے، گناہ نہیں چھوڑیں گے۔

❸ ان تدابیر کو اختیار کرنے سے نتیجہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ظاہر ہوگا تیسری کوئی صورت نہیں، یا تو مقصود حاصل ہو جائے گا یا نہیں ہوگا، دونوں صورتوں میں کفر تک نوبت پہنچنے کا خطرہ ہے۔

اگر کسی کا کام بن گیا، مقصود حاصل ہوگیا تو وہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ! جھوٹ بولتے ہیں کہ نافرمانی چھوڑے بغیر مصیبت سے نہیں بچ سکتے۔ دیکھئے انہوں نے خوانی کی اور مصیبت ٹل گئی۔ اس کفر کے علاوہ مزید یہ فساد کہ آئندہ اور بھی زیادہ بغاوتیں کرے گے۔

اور اگر کام نہیں ہوا تو یہ چونکہ ان طریقوں کو شریعت سے ثابت سمجھتا ہے اس لئے کہے گا کہ دیکھئے اللہ بڑا ظالم ہے، کہا کہ یٰسین کا ختم کرلو یا ختم خواجگان کرلو، میں مصیبت دور کر دوں گا، انہوں نے اتنے ختم کر لئے پھر بھی مصیبت دور کرتا ہی نہیں، مارتا ہی چلا جارہا ہے۔ دونوں صورتوں میں کفر ہوا یا نہیں؟

پریشانیوں سے نجات کے لئے بعض ادعیہ و اذکار اپنے طور پر انفراداً پڑھنا بلاشبہہ ثابت ہے مگر ان میں بھی اجتماعی ختم ثابت نہیں اور یہ شرط بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچیں، نافرمانی چھوڑے بغیر کچھ فائدہ ہوا بھی تو بالآخر وہ بھی عذاب ہی ثابت ہوگا۔

دوسری تأویل:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگرچہ مسلمان گنہگار ہیں اور گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں، مگر اللہ کا نام لینے سے قلب پر ضرور اثر پڑتا ہے اس کی برکت سے گناہ چھوٹنے لگیں گے۔

جواب:

اولاً یہ تو بدعت ہے، بدعت سے اللہ کا غضب اور زیادہ جوش میں آئے گا یا اللہ کا قرب حاصل ہوگا؟

ثانیاً اگر کوئی ان کو شریعت سے ثابت نہ بھی سمجھے تو بھی آج کل کے مسلمان کے قلب پر اثر نہیں ہوتا، اس لئے کہ اللہ کا نام لینے یا خوانی کرنے کی تین صورتیں ہیں:

1. یہ نیت ہو کہ اس کا قلب پر اثر ہو اور اصلاح ہو جائے۔ اس صورت میں اثر ہوتا

ہے اور بہت جلد ہوتا ہے۔

❷ خالی الذہن ہو کر اللہ کا نام لے۔ اس صورت میں بھی اثر ہوتا ہے مگر دیر سے۔

❸ گناہوں کو نہ چھوڑنے کا فیصلہ کر رکھا ہو اور اس کا اہتمام کرتا ہو خدانخواستہ ذکر اللہ کا دل پر اثر نہ ہو جائے گناہوں کی لذت چھوٹ نہ جائے۔ ظاہر ہے اس صورت میں کیا اثر ہوگا؟

؎ سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

تَرجَمَۃ: ’’ہاتھ میں تسبیح زبان پر استغفار اور دل گناہوں کے نشے میں مست ایسی توبہ پر گناہوں کو ہنسی آتی ہے۔‘‘

دل میں ذوقِ گناہ کے ساتھ صرف زبانی استغفار بھی کچھ نہ کچھ اثر کرتی ہے جیسا کہ نمبر ۲ میں بتا چکا ہوں، مگر جب گناہ چھوڑنے کا ارادہ ہی نہ ہو اور فیصلہ کر رکھا ہو کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر قائم رہیں گے تو استغفار اور وظائف کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا اس لئے کہ طلب ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتے ارشاد ہے:

﴿أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿٢٨﴾﴾ (پ۱۲ - ۲۸)

تَرجَمَۃ: ’’تو کیا ہم اسے تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ۔‘‘

بعض مدارسِ دینیہ میں بھی اسی قسم کے ختم کروائے جاتے ہیں، اس میں بدعت کے علاوہ مزید فساد یہ بھی ہے کہ تعلیمِ دین تو فرض ہے اور ادعیہ و اذکار نفل، فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے، زیادہ ثواب کا کام چھوڑ کر کم ثواب کا کام کرنا اور اس کی وجہ سے زیادہ ثواب والے کام اور بہت اہم فرض میں حرج واقع کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو ثواب کی بجائے الٹا عذاب ہوگا اور پریشانیوں سے نجات کی بجائے مزید

پریشانیوں کا سبب۔ پھر وہ بھی اس صورت میں کہ ادعیہ واذ کار سنت کے مطابق انفراداً پڑھے جائیں، اجتماعی ختم میں بدعت کا گناہ مزید، فرض کام چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ سب کو فہم دین عطا فرمائیں۔

وصلی اللھم وبارك وسلم علی عبدك ورسولك محمد وعلی اٰله وصحبه اجمعین.

والحمد للّٰه رب العٰلمین.